

ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 30 اکتوبر 1964

کمشنر آف انکم ٹیکس، نئی دہلی

بنام

راؤ ٹھا کر نارائن سنگھ

(کے سباراؤ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری جسٹسز)

انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11، سال 1922)، دفعہ 34(1) - آمدنی کی دو اشیاء پر بعد میں ٹیکس عائد کیا گیا۔ ٹریبونل نے صرف ایک شے کی قابل ٹیکس حیثیت پر غور کیا۔ غلطی سے دونوں اشیاء کے سلسلے میں پورا حکم کا عدم قرار دے دیا۔ غلطی کی کوئی اصلاح نہیں۔ کیا دفعہ 34(1) کے تحت تازہ نوٹس درست ہے۔

انکم ٹیکس افسر نے ٹیکس دہندگان کو دفعہ 34 کے تحت اس بنیاد پر نوٹس جاری کیا کہ ٹیکس دہندگان کی آمدنی کی دو اشیاء یعنی جنگلاتی آمدنی اور سود کی آمدنی کو سال 1942-43 کے اصل تخمینے میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں ٹیکس دہندہ نے اپنی سود کی آمدنی کو مکمل طور پر ظاہر کرتے ہوئے ریٹرن داخل کیا لیکن یہ دلیل پیش کی کہ اس کی جنگلاتی آمدنی قابل ٹیکس نہیں ہے۔ تاہم انکم ٹیکس افسر نے دونوں اشیاء کو ٹیکس کے حساب سے جانچا۔ اپیل پر ایپلٹ ٹریبونل نے 25 اپریل 1961 کے اپنے حکم میں، حالانکہ صرف جنگلات کی آمدنی سے متعلق معاملہ نمٹا اور کہا کہ انکم ٹیکس افسر کو اس طرح کی آمدنی کے سلسلے میں دفعہ 34 کے تحت کارروائی شروع کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سود کی آمدنی بھی۔ محکمہ نے دفعہ 35 کے تحت غلطی کو درست کرنے یا غیر قانونی ہونے کے سوال کو ہائی کورٹ میں بھیجنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ ٹریبونل کے حکم کو حتمی شکل دینے کے بعد انکم ٹیکس افسر نے سود کی آمدنی کے سلسلے میں دفعہ 34 کے تحت نئی کارروائی شروع کی اور ایک نظر ثانی شدہ تخمینہ آرڈر بنایا جس میں یہ آمدنی بھی شامل تھی۔ ایپلٹ ٹریبونل نے اس تخمینے کی تصدیق کی لیکن ہائی کورٹ نے دفعہ 66(1) کے تحت اس کے حوالہ پر یہ موقف اختیار کیا کہ دفعہ

24 کے تحت نئی کارروائی اس وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ ٹریبونل کا 25 اپریل 1949 کا حکم حتمی ہو گیا ہے۔

حکم ہوا کہ: ٹریبونل نے سود سے حاصل ہونے والی آمدنی کے سلسلے میں بھی دوبارہ تشخیصی حکم کو کالعدم قرار دے کر غلطی کی تھی، لیکن انکم ٹیکس افسر نے دفعہ 35 کے تحت فراہم کردہ غلطی کو درست کرنے کا واضح طریقہ اختیار نہیں کیا اور ٹریبونل کے 25 اپریل 1949 کے حکم کو حتمی شکل دینے کی اجازت دی۔ ان حالات میں وہ دفعہ 34 کے تحت کارروائی شروع کر کے جائزہ دوبارہ شروع نہیں کر سکتے تھے، ورنہ انکم ٹیکس افسر کے ہاتھوں میں نظر ثانی کا ایک غیر محدود اختیار ہو گا تاکہ وہ ٹریبونلز اور عدالتوں کی درجہ بندی کے نتائج کے پیچھے چلے جائیں۔ [995 E-F; 996 F-H]

C.I.T بمبئی اور عدن بمقابلہ کھیم چند رام داس، (1938) 41 I.T.R.6 اور C.I.T مغربی پنجاب بمقابلہ ٹریبون ٹرسٹ، لاہور، (1948) 214 I.T.R.16 (حوالہ دیا گیا ہے)

آر کے داس اینڈ کمپنی بمقابلہ C.I.T، مغربی بنگال، (1956) 439 I.T.R.30 اور C.I.T، بہار اور اڑیسہ بمقابلہ گدھور کے مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر، (1961) 41 I.T.R.421۔ ممتاز شدہ،

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 954، سال 1963۔

9 مارچ کے فیصلے اور ڈگری کی اپیل پر؛ 1964 میں الہ آباد ہائی کورٹ نے انکم ٹیکس متفرق مقدمہ نمبر 143، سال 1954 میں

اپیل کنندہ کی طرف سے کے این راج گوپال شاستری، آرا پچ ڈھیبارا اور آراین سکتھے جو اب دہندہ کی طرف سے اے وی وشونا تھ شاستری، زیڈ ایس میر ٹوال، بی پی سنگھ اور نونیت لال۔

عدالت کا فیصلہ سباراؤ جسٹس نے سنایا

سباراؤ جسٹس۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل الہ آباد ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ کے اس حکم کے خلاف کی گئی ہے جس میں کہا گیا تھا کہ انکم ٹیکس افسر نے معاملے کے حالات میں انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 34(1) جس کو اس کے بعد ایکٹ بابت تشخیصی سال 43-1942 کے تحت کارروائی شروع کرنے میں غلطی کی۔

حقائق کو مختصر طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ ٹیکس دہندہ اجیر ضلع میں ایک جائداد کا مالک تھا۔ 25 مارچ 1944 کو انکم ٹیکس افسر نے 43-1942 کے لیے ان کا انکم ٹیکس تخمینہ لگایا۔ 5 اپریل 1945 کو اس بنیاد پر کہ ٹیکس دہندگان کی آمدنی کی دو اشیاء یعنی سیار (جنگلاتی) آمدنی اور سود کی آمدنی کو اصل تخمینے میں شامل نہیں کیا گیا تھا، انہیں ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ مذکورہ نوٹس کے جواب میں ٹیکس دہندگان نے ایک ریٹرن داخل کیا جس میں انہوں نے اپنی سود کی آمدنی کی مکمل اور مکمل تفصیلات کا انکشاف کیا، لیکن یہ دلیل بھی پیش کی کہ ان کی جنگلاتی آمدنی قابل ٹیکس نہیں ہے۔ انکم ٹیکس افسر نے 12 جولائی 1945 کے اپنے حکم کے ذریعے دونوں آمدنی کو شامل کرتے ہوئے نظر ثانی شدہ تخمینہ لگایا۔ مدعا علیہ نے آخر کار اس معاملے کو انکم ٹیکس ایپلٹ ٹریبونل میں اپیل پر لے جایا، جس نے 25 اپریل، 1949 کے اپنے حکم میں کہا کہ انکم ٹیکس افسر کو جنگلاتی آمدنی کے سلسلے میں ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت کارروائی شروع کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ انکم ٹیکس افسر کو اس بات کی جانکاری تھی کہ جب اس نے اصل تخمینہ لگایا تھا تو ٹیکس دہندگان کے پاس اتنی آمدنی تھی۔ حالانکہ ٹریبونل نے صرف جنگلات کی آمدنی کے سوال کو نمٹایا، صحنائے یا غلطی سے، اس نے انکم ٹیکس افسر کے ذریعے 12 جولائی، 1945 کو دوبارہ تشخیص کے پورے حکم کو خارج کر دیا اور ان کے ذریعے جاری کردہ اصل حکم کو بحال کر دیا۔ انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ نے ایکٹ کی دفعہ 35 کے تحت غلطی کو درست کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور نہ ہی غیر قانونی کام کے سوال کو ہائی کورٹ میں بھیجنے کی کوئی کوشش کی۔ 3 جنوری 1950 کو انکم ٹیکس افسر نے کمشنر کی منظوری حاصل کرنے کے بعد سود کی آمدنی کے سلسلے میں ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت کارروائی شروع کی۔ 19 جنوری 1950 کو انکم ٹیکس افسر نے مذکورہ دفعہ کے تحت ٹیکس دہندگان کو ایک نیا نوٹس جاری کیا۔ 25 ستمبر 1950ء کو تخمینہ سال 43-1942 کے سلسلے میں ایک نظر ثانی شدہ جائزہ حکم جاری کیا گیا جس میں مدعا علیہ کی سود کی آمدنی کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اپیل پر ایپلیٹ اسسٹنٹ کمشنر نے مذکورہ حکم کی توثیق کی۔ مزید اپیل پر انکم ٹیکس ایپلٹ ٹریبونل نے کہا کہ چونکہ ٹیکس دہندہ اصل تخمینے کے سلسلے میں ایکٹ کی دفعہ 22(2) کے تحت اس کے ذریعے دائر کردہ ریٹرن میں اپنی سود کی آمدنی کو بند کرنے میں ناکام رہا ہے لہذا مذکورہ آمدنی تشخیص سے بچ گئی ہے اور اس لئے اس کی دفعات ایکٹ کی دفعہ

34(1)(a) کو راغب کیا گیا۔ ٹیکس دہندگان کی طرف سے دائر درخواست پر ٹریبونل نے ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت درج ذیل سوال ہائی کورٹ کو بھیج دیا:

"حقائق کی بنیاد پر اور اس معاملے کے حالات میں دفعہ 34(1) کی دفعات 19 جنوری 1950 کو تشخیصی سال 43-1942 کے سلسلے میں لاگو ہوتی تھیں، جب اس شق کے تحت سود سے حاصل ہونے والی آمدنی کا تخمینہ لگانے کے مقصد سے نوٹس جاری کیا گیا تھا۔"

ہائی کورٹ اس نتیجے پر پہنچی کہ ٹریبونل نے 25 اپریل 1949 کے اپنے حکم میں سود کی آمدنی پر ٹیکس کے تخمینے کو خارج کرنے میں واضح غلطی کی تھی اور اس پر ٹیکس کے نفاذ کی درستگی پر غور نہیں کیا تھا، لیکن یہ حکم حتمی ہو گیا تھا۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ مذکورہ حکم قانون کی دفعہ 34 کے تحت کی گئی پوری کارروائی کو کالعدم قرار نہیں دیتا ہے اور اس لئے انکم ٹیکس افسر ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت نئے سرے سے کارروائی نہیں کر سکتا ہے۔ نتیجے میں ہائی کورٹ نے سوال کا جواب نفی میں دیا۔ لہذا یہ اپیل۔

ریونیو کے وکیل راج گوپال شاستری نے کہا کہ سود کی آمدنی تخمینہ سے بچ گئی ہے اور اس لئے انکم ٹیکس افسر اس کا تخمینہ لگانے کے لئے ایکٹ کی دفعہ 34(1)(a) کے تحت کارروائی شروع کرنے کا مجاز ہے۔

دوسری جانب مدعا علیہ کے وکیل وشونا تھ شاستری نے دلیل دی کہ ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت جاری نوٹس کے مطابق انکم ٹیکس افسر کی جانب سے کی گئی تشخیص کو ٹریبونل نے اس بنیاد پر مکمل طور پر خارج کر دیا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 34 کے معنی میں کوئی "دریافت" نہیں ہے اور یہ حکم حتمی ہو گیا ہے۔ لہذا انکم ٹیکس افسر اس دفعہ کے تحت از سر نو عدالتی چارہ جوئی کے اصول پر نئی کارروائی شروع نہیں کر سکتا۔

فریقین کے دلائل کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ٹریبونل کے 25 اپریل 1949 کے حکم کے دائرہ کار پر غور کیا جائے۔ ایپلٹ ٹریبونل کے سامنے ٹیکس دہندگان کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ مذکورہ نوٹس جاری کرنے والے انکم ٹیکس افسر کے پاس کوئی واضح معلومات نہیں تھیں جس کی وجہ سے یہ پتہ چلا کہ مذکورہ آمدنی مذکورہ دفعہ کے معنی میں تخمینے سے بچ گئی تھی۔ مذکورہ دلیل کا حوالہ دیتے ہوئے ٹریبونل نے کہا:

"ہم محکمہ کی اس دلیل سے متفق نہیں ہیں کہ جس انکم ٹیکس افسر نے اصل تخمینہ لگایا تھا، اس نے اس حقیقت پر اپنا دھیان نہیں دیا، کیونکہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ

مادی وقت میں اس طرح کی آمدنی کو محکمہ کی طرف سے قابل ٹیکس سمجھا جاتا تھا۔ عام طور پر کوئی یہ توقع کرتا ہے کہ جب کوئی انکم ٹیکس افسر تخمینہ لگاتا ہے تو وہ قانون کے مطابق اور حقائق کے مطابق کرتا ہے، جیسا کہ اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اگر یہ حقیقت ان کے سامنے ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر اس پر غور کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ غیر اہم ہے یا نادانستہ طور پر اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتا ہے، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انکم ٹیکس افسر کے پاس دفعہ 34 کے معنی کے اندر ایک واضح معلومات تھی۔ لہذا ہماری رائے ہے کہ حوالہ کے تحت چار سال تک ٹیکس دہندگان کے خلاف دفعہ 34 کے تحت کارروائی شروع نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے ان چار سالوں کے سلسلے میں انکم ٹیکس افسر کے ذریعہ جاری کردہ احکامات کو خارج کر دیا جاتا ہے اور دفعہ 23(3) کے تحت اصل احکامات کو بحال کیا جاتا ہے۔"

ہم نے ایکسٹینسو میں حکم اخذ کیا ہے کیونکہ دلیل واقعی مذکورہ حکم کے دائرہ کار پر منحصر ہے۔ ایپلٹ ٹریبونل نے ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت نوٹس کے جواز پر غور کرتے ہوئے صرف سیار آمدنی کے سوال پر تبادلہ خیال کیا۔ اس نے سود کی آمدنی کو بالکل بھی اشتہار نہیں دیا۔ یہ اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچا کہ جس انکم ٹیکس افسر نے اصل تخمینہ لگایا تھا اس کو سیار آمدنی کی موجودگی کا علم تھا، کہ انکم ٹیکس افسر کے پاس ایکٹ کی دفعہ 34 کے معنی کے اندر مخصوص معلومات نہیں تھیں۔ حالانکہ یہ نتیجہ صرف سیار آمدنی کی بنیاد پر آیا تھا، لیکن ٹریبونل نے از سر نو جائزہ لینے کے پورے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور ایکٹ کی دفعہ 23(3) کے تحت انکم ٹیکس افسر کے ذریعہ کیے گئے تخمینے کے اصل آرڈر کو بحال کر دیا۔ اس حکم کا قانونی اثر یہ تھا کہ ساری آمدنی اور سود کی آمدنی سمیت پوری آمدنی کا دوبارہ تخمینہ اس بنیاد پر خارج کر دیا گیا تھا کہ انکم ٹیکس افسر کے پاس واضح معلومات نہیں تھیں جس کی وجہ سے "دریافت" ہوئی اور اس لئے وہ ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت کارروائی شروع نہیں کر سکتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ ٹریبونل نے سود کی آمدنی کے سلسلے میں بھی دوبارہ تشخیص کے حکم کو کالعدم قرار دے کر غلطی کی تھی۔ لیکن، جب تک یہ ترتیب قائم ہے، یہ دونوں آمدنیوں کو سمجھتا ہے۔

انکم ٹیکس افسر نے ٹریبونل کے حکم سے پیدا ہونے والے قانون کے کسی بھی سوال پر ہائی کورٹ کے حوالے سے مزید کارروائی نہیں کی۔ اور نہ ہی اس نے ایکٹ کی دفعہ 35 کے

تحت غلطی کی بنیاد پر حکم کو درست کرنے کے لئے کارروائی کی۔ نتیجے کے ساتھ آرڈر حتمی ہو گیا ہے۔

لہذا سوال یہ نہیں ہے کہ جہاں تک سود کی آمدنی سے متعلق ٹریبونل کا حکم غلط تھا یا غلطی سے، بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا انکم ٹیکس افسر ٹریبونل کی جانب سے دیے گئے اس فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت دوبارہ کارروائی شروع کر سکتا ہے کہ انکم ٹیکس افسر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آمدنی تشخیص سے بچ گئی ہے۔ انکم ٹیکس ایکٹ خود ساختہ ہے۔ یہ ٹریبونلز کی ایک درجہ بندی تشکیل دیتا ہے جس میں اصل، اپیلیٹ اور نظر ثانی کے دائرہ اختیار ہوتے ہیں۔ دفعہ 31 میں انکم ٹیکس افسر کے کچھ احکامات کے خلاف اپیل کا حق اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر کو دیا گیا ہے۔ دفعہ 33 میں انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں مزید اپیل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور دفعہ 33 کی ذیلی دفعہ (6) میں کہا گیا ہے کہ اپیل پر اپیلیٹ ٹریبونل کی جانب سے جاری کردہ دفعہ 66 کے احکامات کے مطابق استثنیٰ حتمی ہوگا۔ دفعہ 66 میں قانون کے سوال پر ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور دفعہ 66A کچھ معاملوں میں سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کا اہتمام کرتی ہے۔ مذکورہ دفعات سے یہ واضح ہے کہ ٹریبونل کا اپنے دائرہ اختیار میں دیا گیا حکم، جو ایکٹ کی دفعہ 66 کی دفعات سے مشروط ہے، حتمی ہے۔ لہذا اپیل کے تحت دائرہ معاملے کے حوالے سے ٹریبونل کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے اور اسے ٹیکس دہندہ یا محکمہ دوبارہ نہیں کھول سکتا۔ جوڈیشل کمیٹی میں انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی اور عدن بمقابلہ کھیم چند رام داس (1) نے قانونی موقف کو مختصر طور پر اس طرح بیان کیا:

"لیکن یہ سچ نہیں ہے کہ ان دفعات (ذیلی دفعہ 23 اور 29) کے تحت حتمی جائزہ لینے کے بعد انکم ٹیکس افسر نئے اعداد و شمار کر سکتا ہے اور ہر وقت کے اختتام تک مانگ کے نئے نوٹس جاری کر سکتا..... لیکن جب ایک بار حتمی جائزہ لے لیا جاتا ہے، تو ان کی رائے میں اسے دوبارہ نہیں کھولا جاسکتا سوائے ان حالات کے جو ایکٹ کی دفعہ 34 اور 35 میں بیان کیے گئے..... اور ان دفعات کی طرف سے محدود وقت کے اندر۔

بعد میں اسی خیال کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"ان کی رائے میں دونوں دفعات مکمل ہیں اور صرف ان حالات کا تعین کرتی ہیں جن میں اس طرح کے نئے جائزے کیے جاسکتے ہیں اور مطالبات کے نئے نوٹس جاری کیے جاسکتے ہیں۔"

جوڈیشل کمیٹی نے کمشنر انکم ٹیکس مغربی پنجاب بمقابلہ دی ٹریبیون ٹرسٹ لاہور (2) میں ایک بار پھر ایکٹ کی متعلقہ دفعات کا جائزہ لینے کے بعد اسی موقف کی دوبارہ توثیق کی اور کہا کہ ایک بار کیے جانے والے جائزے اس وقت تک درست اور موثر ہوں گے جب تک کہ انہیں ایکٹ کے ذریعے متعین کردہ طریقے سے خارج نہیں کیا جاتا اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو یہ درست اور موثر ہوگا۔ وہ حتمی تھے۔ اگر ایسا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ سوال پر ٹریبونل کا حکم، یعنی، کہ ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت دوبارہ تشخیص کا پورا حکم غیر قانونی تھا کیونکہ اس بات کا کوئی "پتہ" نہیں تھا کہ متعلقہ آمدنی تشخیص سے بچ گئی تھی، حتمی بن گئی تھی۔

صرف دو حصے جو انکم ٹیکس افسر کو حتمی تشخیص کو دوبارہ کھولنے کے قابل بناتے ہیں وہ ذیلی دفعہ 34 اور 35 ہیں۔ اگر اپیلٹ ٹریبونل نے کوئی غلطی کی ہے تو دفعہ 35 کے تحت اسے حکم کی تاریخ سے چار سال کے اندر درست کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ معاملے میں یہ ایک واضح غلطی کا معاملہ تھا، کیونکہ ٹریبونل نے سود کی آمدنی کے سلسلے میں دوبارہ تشخیص کے حکم کو کالعدم قرار دیا، حالانکہ اس حد تک اس کی صداقت متنازع نہیں تھی۔ لیکن، کسی نہ کسی وجہ سے، ریونیو نے واضح علاج کا سہارا نہیں لیا اور غلطی کو درست نہ ہونے دیا۔ ان حالات میں کیا قانون کی دفعہ 34 کا سہارا لیا جاسکتا ہے؟ ریونیو کے وکیل کا کہنا ہے کہ دفعہ 34(1)(a) جیسا کہ 1948 میں ترمیم کی گئی تھی، انکم ٹیکس افسر کو اس طرح کا اختیار دیتا ہے۔ ترمیم سے پہلے دفعہ 34 کے مواد کا حصہ یہ ہے:

"(1) اگر انکم ٹیکس افسر کو معلوم ہو کہ انکم ٹیکس کے تحت وصول کی جانے والی آمدنی، منافع یا نفع کسی بھی سال میں تخمینہ سے بچ گیا ہے....."

دفعہ 34(1)(a) جیسا کہ 1948 میں ترمیم کی گئی تھی، میں کہا گیا ہے:

"اگر انکم ٹیکس افسر کے پاس یہ ماننے کی وجہ ہے کہ ٹیکس دہندگان کی جانب سے غلطی یا ناکامی کی وجہ سے..... اس سال کے لئے اس کے تخمینے کے لئے ضروری تمام مادی حقائق کو مکمل طور پر اور صحیح معنوں میں ظاہر کرنے کے لئے، انکم ٹیکس کے لئے چارج کی جانے والی آمدنی، منافع یا منافع اس سال کے لئے تخمینہ سے بچ گیا

ہے..... وہ کسی بھی وقت شق (a) کے تحت آنے والے معاملات میں
 ٹیکس دہندگان کو ایک نوٹس پیش
 کریں"

کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ "اس بات پر یقین کرنے کی وجہ رکھتے ہیں کہ ٹیکس دہندگان کی
 جانب سے اس سال کے لئے اپنے تخمینے کے لئے ضروری تمام مادی حقائق کو مکمل طور پر
 اور صحیح معنوں میں ظاہر کرنے میں ناکامی کی وجہ سے، انکم ٹیکس کے لئے چارج کیے
 جانے والے آمدنی کے منافع یا فوائد تشخیص سے بچ گئے ہیں" ان الفاظ سے کہیں زیادہ
 جامع ہیں "انکم ٹیکس افسر کو پتہ چلتا ہے کہ آمدنی وغیرہ، وہ کسی بھی سال تشخیص سے بچ
 گئے ہیں اور اس لیے ٹریبونل کی جانب سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا تھا کہ انکم ٹیکس افسر کو یہ
 معلوم نہیں تھا کہ اسمنٹ سے بچ گئے ہیں، لیکن ترمیم شدہ دفعہ 34 کے تحت انکم
 ٹیکس افسر اس نتیجے کے باوجود کارروائی شروع کر سکتا ہے۔ ہم اس دلیل کو قبول نہیں کر
 سکتے۔ اس دفعہ میں ترمیم کر کے مقننہ کا ارادہ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ انکم ٹیکس افسر ان
 سوالات کے سلسلے میں ریونیو کے خلاف کیے گئے حتمی فیصلوں کو دوبارہ کھول سکے جو پچھلی
 کارروائی میں براہ راست فیصلے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ ٹریبونل نے اس سے قبل کی
 کارروائی میں کہا تھا کہ انکم ٹیکس افسر کو اس وقت تمام حقائق کا علم تھا جب اس نے بعد
 میں ٹیکس لگانے کے لئے مانگی گئی آمدنی کے بارے میں اصل تخمینہ لگایا تھا۔ مذکورہ نتائج
 کا مطلب یہ ہے کہ انکم ٹیکس افسر کے پاس یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ
 ٹیکس دہندگان حقائق کو ظاہر کرنے میں ناکام رہے ہیں جس کی وجہ سے آمدنی تخمینے سے
 بچ گئی ہے۔ سابقہ نتائج اتنے جامع ہیں کہ انکم ٹیکس افسر کی جانب سے "ایسی کسی بھی
 وجہ" کو منفی قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ دریافت اس پر لازم ہے۔ وہ انہی حقائق کی بنیاد پر اس
 بنیاد پر کارروائی دوبارہ شروع نہیں کر سکے کہ ان کے پاس نئی معلومات ہیں۔ اگر وہ ایسا
 کرتے ہیں تو یہ مذکورہ حکم کو نظر انداز کرنے کی واضح کوشش ہوگی، جو حتمی بن چکا تھا۔
 ہمیں اس اپیل میں کسی ایسے معاملے کی فکر نہیں ہے جہاں انکم ٹیکس افسر کو نئی جانکاری
 ملی جو اس وقت ان کے پاس نہیں تھی جب ٹریبونل نے حکم دیا تھا۔ لہذا ٹریبونل کا فیصلہ
 انکم ٹیکس افسر پر لازم ہے اور وہ معاملے کے حالات میں جائزہ دوبارہ شروع نہیں کر سکتا
 اور دوبارہ کارروائی شروع نہیں کر سکتا۔ اگر یہ قانونی حیثیت نہیں ہوتی تو ہم ایک انکم
 ٹیکس افسر کے ہاتھ میں نظر ثانی کا ایک غیر محدود اختیار رکھ دیتے تاکہ وہ ٹریبونل اور

یہاں تک کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے ذریعے دیے گئے نتائج کے پیچھے جاسکے۔

ریونیو کے فاضل وکیل کے ذریعے حوالہ دیئے گئے فیصلے اس طرح کی دلیل کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ چکرورتی چیف جسٹس نے آر کے داس اور کمپنی بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، مغربی بنگال (2) میں ڈویژن بنچ کی طرف سے بات کرتے ہوئے صرف یہ فیصلہ کیا کہ انکم ٹیکس افسر اس وقت تک دوبارہ جائزہ نہیں لے سکتا جب تک کہ وہ مقررہ نوٹس جاری نہ کرے اور اسے درست شکل میں جاری نہ کرے۔ چونکہ اس میں جاری کردہ ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت جاری کردہ نوٹس کو اتنا ہی برقرار دیا گیا تھا کہ انکم ٹیکس افسر نے کمشنر کی منظوری نہیں لی تھی، فاضل چیف جسٹس نے کہا کہ اس طرح کے نوٹس کے مطابق جمع کرائے گئے گوشوارے بھی خراب تھے۔ ہم یہاں معاملے کے اس پہلو سے متعلق نہیں ہیں۔ انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ بمقابلہ گدھور (2) کے مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے میں کہا گیا ہے کہ چونکہ کمشنر کی منظوری کے بغیر ایکٹ کی دفعہ 34 (1) کے تحت جاری کیا گیا نوٹس خراب تھا، اس لیے دوبارہ تشخیص کی پوری کارروائی غیر قانونی تھی۔ فیصلے کے آخر میں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ نئے نوٹس جاری کرنے کے لیے کافی وقت ہے، اور ہم یہ سمجھنے میں ناکام ہیں کہ پرانے نوٹس کیوں واپس نہیں لیے گئے اور نئے نوٹس کیوں جاری نہیں کیے گئے! اب ہمارے سامنے جو نکتہ اٹھایا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اس قانون کی دفعہ 34 کے تحت پہلے کی کارروائی میں دیا گیا حتمی حکم انکم ٹیکس افسر پر مذکورہ دفعہ کے تحت اگلی کارروائی میں کہا تک اور کس حد تک پابند ہوگا، اس معاملے میں نہ تو اٹھایا گیا اور نہ ہی اس پر فیصلہ کیا گیا۔ لہذا مذکورہ فیصلوں کا ہمارے سامنے اٹھائے گئے سوال پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر ہمارا اماننا ہے کہ ہائی کورٹ نے جس سوال کا حوالہ دیا ہے وہ صحیح ہے۔

نتیجے میں، اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔